کے متعلقین ہمارے ہاں کئے اور ہفتوں قیام کرتے تھے۔ اسی طرح ہم لوگ ان کے ہاں جاتے اور ہفتہ دو ہفتہ ٹھہرتے تھے۔ رئیس احمد جعفری کو توال صاحب (جنکو میں خالو کہتا تھا) کی پہلی بیوی کی لڑکی کے بطن سے تھے۔ ان تعلقات کے باعث مرحوم جب تک دہلی میں رہے برابر آتے جاتے رہے جب کبھی ملتے تھے بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ آخری مرتبہ دہلی آئے اور میں ان دنوں ہندوستان سے باہر تھا تو ملا جد جاتے ہوئے دفتر برہان میں میرے نام ایک خط چھوڑ گئے جس میں لکھا تھا۔ بڑی حسرتوں اور تمناؤں کیساتھ آیا تھا کہ تم سے ملاقات ہوگی۔ مگر مایوس جا رہا ہوں۔ اب میں بیمار رہنے لگا ہوں۔ نہ جانے کتنی اور باقی ہے۔ البتہ یہ تمنا ضرور ہے کہ مرنے سے پہلے ایک مرتبہ تمہیں اور دیکھ لوں۔ صد حیف تمنا پوری نہیں ہوئی۔ اور وہ خدا کو پیارے ہو گئے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ

ابھی قلم یہیں تک پہنچا تھا کہ ڈاکٹر محمد نظام الدین کے انتقال کی خبر حیدرآباد سے ملی۔ مرحوم عرصہ تک عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد میں فارسی کے پروفیسر اور دائرۃ المعارف کے ڈائرکٹر رہے اور اس حیثیت سے انھوں نے اسلامی علوم و فنون کی بڑی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ وہ پروفیسر براؤن کے خاص شاگرد تھے اور عربی و فارسی کے نامور اساتذہ اور فضلا کی اس پرانی نسل سے تعلق رکھتے تھے جو اب آفتاب لبِ بام ہے۔ ستر برس کے لگ بھگ عمر ہوگی۔ لیکن اس عالم میں بھی علمی کام کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ ابھی چند ماہ ہوئے انھوں نے دو کتابیں سلوک الملوک فضل بن روزبہان اور جوامع الحکایات از عوفی آڈٹ کر کے شائع کی تھیں۔ علمی اور تحقیقی کمالات کے علاوہ بڑے مہذب شائستہ اور خدا ترس انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت بخشش کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔